رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے پانچ روپیہ صہ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عسہ ۱۲

نمبر دوم | دار الامان قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۲ ہجری المقدس | جلد ۹

فہرست مضامین

قادیان دار الامان

(از منشی ابو محمد عبد اللہ شریف صاحب متصدیق احمدی)

رشکِ فردوسِ بریں ہے بوستانِ قادیاں
غیرتِ رضواں نہ ہو کیوں باغبانِ قادیاں
اے صباد کھلا خدارا گلستانِ قادیاں
بلبلِ دل پڑھ رہی ہے داستانِ قادیاں
ہے بلندی پر جہاں میں عز و شانِ قادیاں
عرش کا ہم مرتبہ ہے آسمانِ قادیاں
دوں جگہ میں تحفۂ جنت کو دل یا چشم میں
جان میں رکھوں چھپا کر ارمغانِ قادیاں
بعد ختم ذکر قرآن و حدیث اے واعظو
مجلسوں میں وعظ کی کیجو بیانِ قادیاں
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا لونگا نہ نام
گر کبھی میں دیکھ لوں نہر روانِ قادیاں
کعبۂ مقصود سمجھوں شوق سے رگڑا کروں
گر میسر ہو جبیں کو آستانِ قادیاں
آوری بخت زبوں میں دیکھنے پایا نہیں
ورنہ یہ سر تھا مرا اور آستانِ قادیاں

قوتِ جان و قوتِ ایماں اگر منظور ہے
جان اور ایمان سے ہو جاں دادہ جانِ قادیاں
آنکھ ہے مشتاق اور قسمت مخالف آنکھ کی
خواب میں یارب دکھا مجھکو نشانِ قادیاں
شکر للہ جب ظہور حضرتِ اقدس ہوا
گر گئے اوندھے زمیں پر سب بتانِ قادیاں
آسماں پر زندہ عیسیٰ کو بتانا خبط ہے
ہے مثیلِ ابن مریم درمیانِ قادیاں
کون ہے عالم جو وہ گرویدۂ احساں نہیں
آج ہر ہر شہر پر ہے امتنانِ قادیاں
دیکھکر زندہ دلی حضرتِ اقدس کو آج
مر گئے غیرت کے مارے دشمنانِ قادیاں
کہتے تھے کافر جو بے تحقیق کل وہ آج سب
شکر للہ ہو گئے ہیں مدح خوانِ قادیاں
صورتِ تصویرِ حیرت میرزا حیرت کو ہے
الحکم میں پڑھ بیانِ بانیانِ قادیاں
کیوں نہ حاصل مجھکو اے تصدیق ہو گا فخر ناز
ہوں میں اک جاں دادہ جانِ جہانِ قادیاں

مختصر نوٹ اور نکات

سنت اللہ ہمیشہ سے چلی آتی ہے کہ نبوتوں کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی خطرناک مخالفت کیجاتی ہے اور کلاب الدنیا ہر طرف سے اپنے اپنے رنگ میں انپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم بامراد ہو گئے لیکن جب وہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا چکتے ہیں۔ اور خوب شہرت دے چکتے ہیں تو خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچا دیتا ہے کہ وہی خوشیاں انکے لئے ماتم بن جاتی ہیں انکی شادی کی محفلیں ماتم کدوں کی صورت اختیار کرتی ہیں یہہ کیوں ہوتا ہے؟ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ راستبازوں اور متقیوں کا حامی ہے اور آپنے جو فرمایا ہے۔

والعاقبۃ عند ربک للمتقین

یہہ بالکل سچ اور درست ہے۔

مسیح موعود خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور اسی طرح آیا ہے جس طرح پر نبوت کے سلسلے قائم ہوتے ہیں اسلئے ضروری تہا کہ ابتداء میں مخالفوں کا ہجوم انکے خلاف اسی طرح ہوا اور کبھی کبھی وہ اپنی خیال اور جھوٹی کامیابیوں پر خوشی کے نعرے بلند کریں اور اپنے ہم نظر توں کو یہہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا۔ لیکن آخر وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا منصوبہ انکے خلاف کیا جس میں انجام کار انہیں ندامت اٹھانی نہیں پڑی اور انہوں نے کھلا کھلا نشانِ حق کا ثبوت نہ پالیا ہو۔ پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنے والے فائدہ اٹھائیں

ابھی کل کی بات ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بظاہر ایک خطرناک مقدمہ دائر کیا گیا جس میں آپ کو تمام مشکلات کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک اس کی کشمکش رہی سطحی خیال اور زمین دوز نظر والے کبھی انکی عدالت میں بلائے جانے کی اطلاع پر خوشی اڑاتے اور کبھی بر سر عدالت کھڑے ہونے پر اعتراض کرتے۔ غرض اس درمیانی زمانہ میں کوئی موقع اور محل ان ناقدر شناسوں اور منہاج نبوت سے ناواقفوں نے اعتراض کا نہیں چھوڑا یہانتک کہ انکی جھوٹی خوشی کے لئے یہہ بھی پیش آیا کہ خدا کے برگزیدہ پر عدالت ابتدائی سے جرمانہ ہو گیا پھر تو انکے شور مچانے اور اچھلنے کودنے کا اچھا خاصہ موقع

ضرورتیں پوری کروں گا دین کی خدمت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسے مواقع لوگوں کو بے روزگاری۔ تنگی معاش۔ کمی تنخواہ۔ اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں لیکن جب مشکل کا پہاڑ ٹل جاتا ہے۔ تو سب بھول جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ کہ منافق ہو کر مرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعقبهم نفاقا - الی - استکبار - بد عہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں۔ چوتھی جھوٹ کی عادت ہے جو کہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے پس چاہئے کہ ہمیشہ اپنا اندر ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ اور استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے اونکو آئندہ ارادوں سے اطلاع بھی دیدی تھی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تھا کہ اگر تم حکم نہ مانوگے تو خائب و خاسر ہوگے مگر۔ قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بھٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روکدی گئی اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک امور کو بھی مشکل میں ڈالتے ہیں اس لئے تم لوگوں کو فکر چاہئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش واقارب کی پروا نہ کر کے اوس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے اگر تم میں بھی جہالتیں اور ظلمتیں موجود ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اوس کے رستے میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو جو دنیا میں تو اسے قبول کر کے ناپسندیدہ بن گئے مگر اب خدا کے نزدیک تر ہو۔

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اوس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے۔ تو یہ طمع نہیں کرتا۔ تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع شہوت و غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ میں یہ بھی ایک نقص کی قسم ہے۔ جو کہ انسان کو حاصل ہوتا۔ لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہونے سے ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ آپکی فضل کی بہت قسمیں ہیں۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے اوس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے۔ تو وہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ دونو نہ ملیں اور اون تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصول اولاد کے لئے ضروری ہیں اسی طرح ایک بہاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے ماما ئیں۔ خدمتگار۔ اور سونے۔ کھانے پینے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ۔ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہونچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا۔ تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بہاری مجمع پر ہوتا ہے۔ و الف بین قلوبهم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم ولکن الله الف بینهم انه عزیز حکیم۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پہونکی گئی تھی اوسکو خدا تعالے نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہئے۔ کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا۔ اور ذرا ذرا سی بات پر رو ٹہو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا۔ اسی وحدۃ کی بنیاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اطیعوا الله و رسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا ان الله مع الصابرین۔ یعنی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اون کی اطاعت اوسی حال میں کر سکو گے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکھو۔ کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہوگی وحدت کی روح پہونکے گی۔ لیکن تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکہنا چاہتے ہو۔ تو صبر اور تحمل سے کام لو۔ اور تنازع مت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ روحانی بیماریوں کے لئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بہی نہیں ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندھے کی سی ہے کہ اگر اوس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جاوے تو وہ اسے جانتا ہی نہیں ہے۔ اور اسی لئے اوس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اوس نے اوس لذت کو پایا نہیں۔ پس اسوقت کے موجودہ مسلمان بہی اوس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے اسکی وجہ یہ ہے۔ ایک سلطنت انکے ہاتھ سے جا چکی ہے اور اسی لئے انہیں اس طرف توجہ بہی نہیں۔ کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں۔ آجکل اگرچہ ریفارمیشن کی مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے۔ جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں۔ دعوے تو ہے مگر سمجھ نہیں کہ یہ خدا کے ماموری کا کام ہے۔ جو کر سکتا ہے۔

پس اے عزیزو اور دوستو اپنی کمزوری کے رفع کے لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیک نمونہ بن سکو۔ وہ نہ ہو کہ خدا نخواستہ لعنت اختها کے مصداق۔ (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کرتے گے۔ کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ سچی اتباع کرو۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دہوکہ میں آجاتے ہیں دور کرو۔ آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو۔ رنج بغض حسد کینہ سے بچو۔ کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو کہ اوس نے اپنے رسل کی جماعت سے کیا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا پورا ہو کر ہے مطلق انسان کی کوشش سے کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ سارے علل اسباب سے آگاہ نہیں ہو سکتا دیکھو ایک سال کی جانکاہ محنت سے زمیندار خرمن جمع کرتا ہے مگر بعض اتفاق کہتے ہیں۔ اس سے آگ لگکر سارے کا سارا خاک ہو جاتا ہے اگر اسے کامل علم ہوتا اور کامل اسباب حفاظت پر وہ احاطہ کر سکتا۔ تو کیوں یہ بربادی دیکھتا۔ یہی حالت انسان کے اعمال کی ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے اعمال کرتا ہے لیکن ایک مخفی گند اندر ہوتا ہے جس سے وہ تمام برباد ہو جاتے ہیں۔ اوس کا علاج وہی ہے جو کہ ذکر کیا۔ کہ دعا اور استغفار اور لاحول سے کام لو پاک لوگوں کی صحبت میں رہو اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے رہو۔ کہ مضطر ہو تب پر خدا رحم کرتا ہے۔ اور دعا کو قبول کرتا ہے دوسرے کی تحقیر ہرگز مت کرو۔ کہ اس سے خدا بہت ناراض ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو حقیر جاننے والے لوگ نہیں مرتے جب تک کہ اس گند میں خود نہ مبتلا ہوں۔ جس کی وجہ سے دوسرے کو حقیر جانتے ہیں۔

اس تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ بیٹھ گئے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ کی تکمیل اس طرح سے کی۔ یعنی

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گذر گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جب کہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا۔ اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقرر فرمائی۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات وصدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہیں۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبرگیری کرے۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے۔ اور جنکو خدا نے زیادہ موقع دیا ہے۔ وہ زیادہ دیویں۔ اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور پھر آپ اوسے مختلف مدوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک یہاں مدرسہ ہے۔ اور اکثر وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے مہمانوں کو بہی مشکلات پیش آتی ہیں بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے جاتا رہتا ہے مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا۔ وغیرہ۔ پھر غور کرو

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی۔ جی۔ مونٹیفیور صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جب وہ لوگ جو عیسائی کہلاتے ہیں (انگریزی لفظ) یعنی بت پرستی کا خیال کرتے ہیں۔ اسیہ اصطلاح اون باتوں اور خیالات پر علیدہ ہوتی ہے جو مذہب عیسوی کے دائرہ کو باہر ہے۔ خواہ اون میں کتنی ہی نیکی اور بھلائی کیوں نہ ہو) تو انہیں خدا کا ضرور شکر گذار ہونا چاہئے کہ اوس نے اپنی علی مرضی الہام کی شکل میں ظاہر کی ہے جسے وہ بھوگ رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی انہیں حضرت مسیح جیسی مہربان طبیعت بھی پیدا کرنی چاہئے تو کہ خود آپ کو اون لوگوں میں شمار کر سکیں۔ جو بقول مشہور شاعر لانگ فیلو (انگ)

تر و تازہ اور پاک دل رکھتے ہیں جنہیں خدا اور قدرت پر پورا یقین ہے جو یہ مانتے ہیں کہ تمام زمانوں میں ہر ایک انسان انسانی دل رکھتا رہا ہے۔ اور وحشی ملک کے دل میں بھی نیکی کے لیے بیقراری اور خواہش موجود اگرچہ وہ اوسکو سمجھ نہیں سکتا اور نیز یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ کمزور بے کس ہاتھ بھی اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے خدا کے داہنے ہاتھ کو پکڑ لیتے ہیں اور اسی طرح پر وہ اوپر اٹھتے اور سہارا پاتے ہیں

(۲) انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ بہت کتابوں کا مجموعہ ہے

انگریزی لفظ بائبل کی ابتدا اور استخراج سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ اوس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں یعنی یہ بہت سی تصنیفات کا مجموعہ ہے جنہیں تاریخی وجوہات پر اور آسانی کی غرض سے ہم آج ایک کتاب کی شکل میں پاتے ہیں ان کتابوں کے بارے میں جو ایک بڑی بھاری کتاب کا جزو سمجھا جاتا ہے جبتک کے اعضا کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جتنی کہ پال یعنی پولوس کے کلام کی اور جب حضرت سلیمان کے راگوں کو مسیح کے خطبے کے برابر درجہ دیا جاتا ہے تو وقت مقام۔ لیاقت اور طرز خیال کے وسیع فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ انجیل کو بجائے کتاب بخیال کرنے کے کتب خانہ سمجھنا چاہئے جو اسوقت موجود شکل میں ۶۶ کتابوں سے کم نہیں ہیں۔ اور انہیں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں جنہیں ایسے شخصوں نے لکھا ہے جنکی لیاقت علمی۔ روحانیت۔ زمانہ پیدائش۔ جائے رہائش اور حالات میں بہت فرق تھا۔ عموماً مورخین ایک دوسرے سے ناواقف تھے۔ اور ہمیں اون مقامی حالات کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جنہوں نے ہمیشہ مذہبی خیالات کے اظہار پر رنگ چڑھایا ہے اور جن سے عیسائی مذہب نے ہمارے ملک میں موجودہ زبردست صورتیں اختیار کی ہیں۔ یعنی انگلستان میں (اینگلیکن) سکاٹ لینڈ میں (پریسبیٹیرین) اور آئرلینڈ میں (رومن کیتھولک) فرقے بہت سی کتابوں کے مصنف ہی معلوم نہیں اگر بعض کے ہیں بھی تو مشتبہ ہیں۔ اور اون کی تحریر کے وقت کا ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور اسبات کی بہت سی شہادت موجود ہے کہ بہت سی کتابیں مثلاً پرانے عہد نامے میں (انگریزی لفظ) اور نئے میں (انگریزی) اب اوس شکل میں نہیں ہیں جس میں کہ وہ پہلے لکھے گئے تھے۔ اگر یہ تمام مختلف کتابیں نجات کے اوس الہام شدہ طریقہ کا جو خدا نے انسان کے لیے مقرر کیا ہے لاحفظ اظہار ہوتیں تو انسان کو کم از کم اون کی تصنیف کی تاریخ اور مصنفان کے نام سے تو واقفیت ضرور ہوتی۔ لیکن واقعات ان قدرتی ضرورت سے کہیں دور ہیں۔

پورانا عہد نامہ پینٹے ٹوچ اور یشوع میں ہم کم از کم تین مورخوں کا ہاتھ دیکھتے ہیں جو زمانہ اور روحانیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ اور یہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح سے ۴۴۴ برس پہلے عزرا نے بک آف لاز (کتاب شرع) تالیف کیا اور ترتیب دی اور وہ کچھ ایک ایسی شکل میں تھی جیسے کہ جب انجیل کی ابتدا ہوئی تھی ایک ہی واقعات کی نسبت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً پیدائش اور طوفان وغیرہ۔ مگر اب اسقدر عرصہ کے بعد بھی دودھ کو پانی سے علیحدہ کرنا اور اون کا الگ الگ پتہ لگانا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ اس چھوٹی سی عزلیس کو مان کر پھر ہمیں اُن مغالطوں اور متضاد باتوں کا جواب ملجاتا ہے جو یہودی تواریخ کے بیانات میں ملتے ہیں۔ ہر ایک مورخ نے جسطرح سنا یا اوس کے خیال میں آیا واقعات کو بیان کر دیا اور مرتب کنندہ نے جب ان کہانیوں کو آپس میں جوڑا تو اوسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اون کے مختلف پہلوؤں میں باہمی اتحاد نہیں ہے یا یہ جرأت ہی نہیں ہوئی کہ اوس واقفیت کو جو روایتاً اوس کے پاس پہونچی ہے نظر انداز کر دیں۔

روت - استر - دانیال یونہ کی کتابوں میں یہودی ناول نویسوں کی جولانی طبع کے نمونے ملتے ہیں ان میں سے ایک بھی تواریخ نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ ہر ایک میں محض ایک ایسی کہانی ہے جس سے کچھ معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے اور جن لوگوں کے لیے یہ کتابیں لکھی گئیں تھیں انہیں صاف معلوم تھا کہ صرف کہانیاں ہیں اور تواریخی صحت کا انہیں دعویٰ نہیں۔ یہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ کئی کٹر نقیر اسبات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ حالات اصلی واقعات کا اظہار ہیں اور خفا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعات سچی تواریخ نہیں تو وہ غلط ہیں۔ کسقدر ایسے لوگ ہیں جو باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر بھی انجیل کے معنے اور مطلب کو نہیں بلکہ اوس کے لفظوں کو مانتے ہیں۔

قاضیوں۔ سموئیل۔ اور سلاطین کی کتابیں ابرانی لوگوں کی تواریخ ہے۔ مگر درحقیقت درست واقعات میں قصہ کہانیوں اور روایتوں کی آمیزش ہے۔ غالباً یہ کتابیں بابلیوں کے قید کے زمانہ میں تحریر ہوئیں اور ان میں پرانی کتابوں سے بھی حالات لئے گئے ہیں۔ تواریخ کی کتابیں مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر تک تحریر نہیں ہوئیں۔ اور ان میں یہودی لوگوں کی تواریخ کو پادریوں کی طرح ایک عمدہ پیرایہ میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ پہلے زمانہ کے اور زیادہ قابل اعتبار مورخوں کے بیانات کی نسبت کم صداقت پر مبنی ہے یہ کتاب بالکل تواریخی بنا پر نہیں لکھی گئی ہے اور بہت سے واقعات کا بیان جو سموئیل اور سلاطین میں درج ہو چکے ہیں۔ بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہے ہر ایک حالت میں وہ قدیم تواریخ کے صاف برخلاف جاتی ہیں ایوب کی کتاب میں ہمیں گویا دنیا میں سب سے بڑھ کر ناٹک کے پیرایہ میں نظر ملتی ہے مورخ نے انسانی دکھ اور ظاہرا بے انصافی کو خدا کی نیکی کے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس کام کو خاطر خواہ نباہ نہیں سکا معلوم ہوتا ہے کہ مورخ خود تو حیات ابدی زندگی کا معتقد ہے لیکن اور وں کے لیے کچھ امید نہیں دلاتا۔

اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخ تنگی مزاج یعنی منکر ہے۔ لیکن واعظ کی کتاب کا مصنف تو اوس رنگ میں خوب رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اوس کے نزدیک دنیا کی تمام چیزیں بالکل بے بنیاد اور ناپائدار ہیں وہ ہر چیز کی سیاہ طرف کو ہی دیکھتا ہے اور اوسکو ہمیشگی زندگی کی کچھ امید نہیں سو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ علم ہمارے دکھ کا ذریعہ ہے وہ کام میں کسی قسم کی سعادت اور خوشی نہیں سمجھتا۔ وہ نوجوانوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ زیادہ لکھنے پڑھنے سے جسم تھک جاتا ہے۔ اور نیز یہ افسوسناک کلمات بھی اوس کی زبان سے نکلے ہیں۔ کہ حد سے زیادہ نیک اور دانا بھی نہ بننا چاہئے۔ اور اپنے آپ کو تباہ نہ کرنا چاہئے اور آخر میں تمام اپنی نصیحتوں کا لب لباب یہ بتاتا ہے کہ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہئے اور اوس کے احکام کو ماننا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا امتحان لے۔ ایسے شخص کا نظارہ تو فرشتوں تک کو رلانے کے لیے کافی ہے۔ یہ اوس کی کج روی روح کی کیسی ہو بہو تصویر ہے۔ اور ہمارے اپنے تجربہ میں جو بعض لوگ آئے ہیں وہ اون سے ملتا جلتا ہے۔

اوس کے ذریعہ ہمیں یہودی چال چلن اور تواریخ کے دوسرے پہلو کا اچھی طرح پتہ لگ سکتا ہے جسکا معلوم نہ ہونا سخت نقصان کا باعث ہوتا۔

زبور کی کتاب میں اون بھجنوں اور راگوں کا مجموعہ ہے جو اور کہیں تواریخ میں نہیں ملتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض جگہ ذاتی دشمنوں کو برا بھلا کہکر اور شرمناک گالیاں سنا کر اوس کی خوبصورتی کو کچھ ایک خراب کر دیا ہے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی وہ ایک ایسی قوم کے روحانی جذبوں کا اظہار ہے جو اسوجہ سے اعلیٰ رہی ہے کہ وہ اس صداقت کو پورے طور پر جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب اوس کے ساتھ گہرا روحانی تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمارا نگہبان ہے وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ داؤد نے یہ زبور لکھے ہیں سخت غلطی پر ہیں مسیح کے لحاظ سے وہ اتنا پاک ہی نہیں تھا کہ ایسے زبور لکھ سکتا جس سے لکھنے والے کی اندرونی پاکیزگی

راقم محمد فضل چنگوی عفی عنہ۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں مسیح کی وفات کے متعلق نہایت صحیح و مبسوط بحث کی گئی ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نیست و نابود کر دیا ہے۔

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے نیوگ کے خطرناک بد نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸/

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا ابطال کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲/

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول اعلیٰحضرت کے تیس سال پرانے مضامین الہام مسئلہ ناسخ و منسوخ اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۳/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۴/

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲/

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب جواب قیمت ۴/

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام ابن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور جس کے عقلی پیش کئے تھے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئے قیمت ۸/

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب - قیمت ۸/

تفسیر سورہ تبت - سورہ تبت پر اہل کتاب کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲/

سوالات ابیل نمبر ا - ایک ہندوستانی مولوی کے خطوط کا جواب جو ناسخ و منسوخ پر۔ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲/

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے بہت پسند فرمائی ہے۔ ہمارے خطوط اخبارات نے بھی بہت پسند کیا ہے۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اکابر کی طرف سے بھی سرٹیفکیٹ ملے ہیں نوبت ہو گئی ہے قیمت ۱۲/

تفسیر القرآن پارہ دوم - بطور رسالہ ماہواری تفسیر القرآن کو بعد اصرار بطور رسالہ ماہواری طبع کرانا شروع کیا تھا لیکن بعض مشکلات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبروں کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۴/ اور رسالہ قیمت ۸/

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴/

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء اور الاذان میں ۱۸۹۷ء میں دسمبر کے آخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں فرمائیں اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچھوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریریں یکجا جمع ہیں علاوہ ازیں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکھا ہے۔ قیمت ۸/

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۰ء کو قادیان میں ایک جلسہ لاہور کے متعلق کیا تھا جس میں قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب سے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تقریروں کا مجموعہ قیمت ۴/

اصلاح النظر - حضرت حکیم الامت کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲/

متفرق کتابیں

قصیدہ خیر البطحاء سرور قیمت ۲/ دعا شیخ پنجابی نظم قیمت ۲/

فیض احمدی اردو درود شریف پر پنجابی نظم قیمت ۲/

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق دعیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے ۳/

دافع الوہم نمبر ۲ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۳/

سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد ہونے کو خواص و نشانات قیمت ۲/

سلام نو کا خدا اور حضور میں دعا۔ حضرت اقدس کی نظم قیمت ۲/

نور قرآن مجید جو قاعدہ میسر القرآن کے طریق پر چھاپا گیا ہے قیمت ۴/

یہ درستی کرنے کے طرز پر ہے علاوہ ازیں مصنف نے جاری کئے ہیں

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر فہرست دیتا ہوں اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

میں اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہوں ناظرین اپنی درخواستیں جلد بھیجکر اطلاع دیں تاکہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

اس کے علاوہ وہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائل دفتر الحکم سے منگواؤ

ملفوظاتِ حضرت احمد سلمہ الرحمان یا کلماتِ طیبات امام الزمان

تقریر ۲۹ - دسمبر ۱۹۰۴ء گذشتہ سے آگے

انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہدیتے ہیں ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔

سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دہلی سے معالج ڈاکٹر کو بلایا یہ نہ سمجھ لیا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاویگا۔ حالانکہ وہی خدا ہے جسکے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جسکی دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہیں۔ جہاں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ کے قضاء و قدر میں سب کچھ ہے مگر کوئی یہ تو بتاوے کہ خدا تعالےٰ نے وہ فہرست کس کو دی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پا سکتا۔ ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو تربد یا کسٹرائیل جب اوسکو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاویں گے اور قبض کھل جائیگی۔ کیا یہ اس امر کا بین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔

ہر شخص بڈھے انسان کو کہتا ہے کہ وہ کیسا ازخود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی طرح سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقویٰ اور خدائی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ تھا کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے۔ اسلئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لئے کما لے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کار آمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے اسکی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالےٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ریت سے جاہے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو

اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے اول (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کرچکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ و دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالےٰ نے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالےٰ سے انکو الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوامہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے بھی اس کی قسم کھائی ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے لئے اسلئے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریک کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے

دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔

اسی طرح پر اور تدابیر کرنے والے ہیں مثلاً زراعت کرنے والے اور یہی معالجات کرنے والے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان تدابیر کی وجہ سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔ پھر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ بھی مخفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہ ہوں؟ اثر ہیں اور ضرور ہیں لیکن تھوڑے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کو واقف اور آشنا ہیں اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھرے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے کبھی نہیں اسیطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہیئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جا کر اسکی تسلی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح پر دعا کرتے وقت بیدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہیئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ بلکہ اسوقت تک ہٹنا نہیں چاہیئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالےٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اسکے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور نیکیوں پر استقامت اسکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور اور خدا تعالےٰ کو دیکھکر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اسکے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین اس میں اللہ تعالےٰ کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کر رہا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح۔ اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہو جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق بھی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ جسقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہ اللہ رحیم ہے یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش میں دیتا ہے پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا دہی

دیتا ہے اور وہی یوم الجزا کا مالک ہے - اسقدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے - جب انسان اللہ تعالے کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالے کی طرف جھکتی ہے اسکے بعد اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت فرمائی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اسلئے اس پر ہمیشہ کربستہ رہو اور کبھی مت تھکو - غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے - اس میں جسقدر توکل اور یقین اللہ تعالے پر کریگا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھیگا - اسیقدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے تمام مشکلات دور ہو جائیں گی - اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلے محل پر پہونچ جاوے گا - یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالے کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا - نفسانی جذبات پر محض خدا تعالے کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے - اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے - اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے -

میں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہیئے - اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے - میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے - اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا - وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتے بلے بندر سور بننے سے چارہ ہی نہیں ہے - اسلئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے - اس میں کبھی سستی نہ کرو - اور نہ اس سے تھکو -

پھر دعا خدا تعالے کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالے ایک جگہ فرماتا ہے - واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان -

یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے - اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسکو جواب دیتا ہوں یہ جواب کبھی رویاء صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے - جو مشکلات کو حل کر دیتا ہے غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے - اور قرآن شریف میں جا بجا اسکی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی - انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے - پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو - دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاویگا -

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے - انکا نور صدق و ثبات اور استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے - یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں - اور جب تک ان ذرایع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اسوقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کر کے اسکی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے - جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے -

دفع شر و کسب خیر

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو - تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری - زنا - غیبت - بد دیانتی - بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جاوے - تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے ہیں - بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کیوجہ سے ہو - قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کر کے سمجھے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا - بلکہ وہ تو انسان کو اعلے درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے اس سے راضی ہو جاوے میں اسبات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا نہ سمجھے کہ میں نے ترک بدی کی ہے صرف ترک بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی - بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے - یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف انسان کا - ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دیگا - اور اس سے زیادہ کچھ نہیں - مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالے ان سے راضی ہو گیا - اور وہ خدا تعالے سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی - انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانے کے واسطے اپنے آرام و آسایش کو ترک کر دیا - تب جاکر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہونچے کہ آواز آگئی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ -

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو ترک بدی میں ہی سست نظر آتے ہیں - اور اعلیٰ کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے ؟ جو سلسلہ کے کام ہیں - پس تمہیں چاہیئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھو - تمام اعلیٰ بدیوں سے پرہیز کرو - اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالے کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو - جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اسوقت تک مومن نہیں کہلا سکتا مومن کامل ہی کی تعریف میں تو انعمت علیہم فرمایا گیا ہے - اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے - ؟ نہیں انعمت علیہم میں تو وہ اعلے درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں

(باقی آیندہ)

اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزت و احترام کے ساتھ بری ٹھہرائے جانے پر جن احباب نے مبارکباد تار اور خطوط اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال فرمائے ہیں اعلیٰ حضرت نے ان تمام خطوط اور تاروں کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اللہ تعالے کے ایک جلیل القدر نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کرتے ہیں اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں -

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق الحکم میں انشاء اللہ ایک معنی خیز سلسلہ مضامین کا خدا کے فضل و کرم سے تائید پا کر شروع کرونگا - آج تیمناً و تفاؤلاً حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کا مضمون شائع کرتا ہوں - احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالے کے اس جلیل الشان نشان کو اس کی شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھلانے کی توفیق پا سکوں -

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے

یہ چھوٹی بات نہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن شریف ہی ایک زندہ جاوید کتاب ہے۔ جبکہ تمام پہلی کتابیں صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مر چکی ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں جہتوں سے اب تک زندہ اور بابرکت کلام ہے اور قیامت تک اسیطرح رہیگا۔ اس صورت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے اور اپنے بیگانہ سب کی غور کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے اور جابجا اور مختلف الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس درخت کی مانند ہے جس کا میوہ دائمی اور ابدی ہے اور اسکی تازگی ہمیشہ رہیگی اور اسکی صورت و معنی میں کبھی تغیر نہیں آئے گا +

ان امور کو مدنظر رکھکر اسوقت قابل التفات یہ بات ہے کہ آج روئے زمین پر وہ کونسی قوم ہے جس کے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعووں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس یگانہ فخر میں کوئی دوسری قوم ان کی شریک نہیں +

اس دعوے کے ثبوت میں میں ایک **تازہ آپ بیتی بات** سناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے +

چھ تاریخ کو امرتسر میں ڈیویزنل جج کی کورٹ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا اپیل منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں دوپہر دن دس بجے کے قریب جبکہ میں بیت الفضل میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی بے اختیار سجدہ میں گرا اور بے انتہا خشوع و خضوع اور لذت سے مولیٰ کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجدہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی کی زبان سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی **ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلیٰ علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا**۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب اُنپر قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انھیں سنایا جاتا ہے تو وہ مُنہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے رب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اُسکے مُنہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ ضروری ہے کہ اس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے از بس ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پر تحدی پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ اپنے وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سنکر دوبارہ نئے جوش اور پرزور جوش سے پھر میں سجدہ میں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا کیا عجیب نظارے میرے سامنے آئے حق یہ ہے کہ میں قلم کو ان کے لکھنے پر اور زبان کو بیان کرنے پر قادر نہیں پاتا۔ منجملہ ان وجدانیات کے جو میری روح کو سرشار کر رہی تھیں ایک یہ بات میرے سامنے آئی اور پھر وہ سوال بنکر میرے قلب سے میری زبان پر وارد ہوئی کہ ان حرکات کی جو اسوقت مجھ سے سرزد ہوئی ہیں اصل جڑ کیا ہے اور اس بے انتہا خوشی کا راز اور موجب کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ ایک شخص

مرزا غلام احمد قادیانی

اور وہ برلاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اُسکے اپیل کے منظور ہو جانے کی وجہ سے یہ ساری خوشی ہے۔ معمولاً مقدمات دنیا میں جاری رہتے ہیں کوئی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے اپیل منظور بھی ہوتے ہیں خارج بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انوکھی بات کونسی ہے جس سے اس قدر بیحد خوشی کی جاتی اور سجدہ میں گریہ اور فروتنی دل پر غالب آجائے اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیش از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور اسی آن بان اور شان و شوکت سے پوری ہوئیں جسطرح اُسوقت پوری ہوتی تھیں جبکہ ایک خدا بیں قوم نے وقوع کی خوشی میں سجدہ اور بکا کے اظہار سے خدا تعالیٰ کی وہ گواہی اپنے حق میں لی جو آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

اس وجدان کے ساتھ میرے دل میں آیا اور لازماً آنا چاہیے تھا کہ اسوقت **احمدیوں** کے سوا اور کون ہیں جو زندہ خدا کے **زندہ نشان** دیکھیں اور تشکر کے جوش سے تواجد کی حالت اُنپر طاری ہو اور سجدہ میں گریہ اور خشوع و بکا کا استیلا ان کے دلوں پر ہو۔ اور سجدوں میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور یہ کہیں **ان کان وعد ربنا لمفعولا**۔ آج ہمارے رب کا وعدہ (پیشگوئی) قطعی طور پر پورا ہوا۔

سلسلۂ واقعات میں جو نظام عالم کے منضبط قواعد اور مرتبط قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظر آتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں خدا تعالیٰ کی زبردست باتیں اور وعدے کہلاتے ہیں اگر سرسری نگاہ اُنپر ڈالی جائے۔ لیکن جب ان کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدا تعالیٰ کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ انکھوں کے سامنے رکھلو۔ سرسری طور پر چند لفظوں میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اسطرح کہ ایک شخص دریا سے بچکر نکل گیا خواہ کسیطرح نکل گیا۔ دوسرا لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آئے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمندر کی چھاتیوں کو چیرنے کے لیے قسمت آزمائی کرتے ہیں۔ کچھ ڈوب جاتے ہیں کچھ بچکر نکلتے ہیں۔ پھر ایک نبی کا معجزہ کیا اور خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب نے بڑے فخر سے نبی کریم کی علامت نبوۃ کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اس تحدی آمیز پرشوکت دعوے کو غور سے سمجھنا چاہیے جو ایک ناتوان بے سامان انسان کے منہ سے ایک باسامان پر قوت شخص کے سامنے نکلا جبکہ اُسنے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہو کر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور بے بھروسہ انسان خشک ہو کر رہ جاتا ہے کس لانظیر اور لاتذبذب قوت اور نہ تھرتھرانے والی زبان سے کہا **انا رسولا ربک ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم قد جئنٰک بایۃ من ربک والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب وتولیٰ**۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر بڑا بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اُسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے کہ ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنیوالا اور اسکی تعمیل سے مُنہ پھیرنے والا سزا پائیگا +

اب ایکطرف تو ان الفاظ کی شوکت اور زور میں غور کرنی چاہیے دوسریطرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس دعوے کے وقت ہر قسم کے مادی پہلو کے لحاظ سے کون ان دو شخصوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آیندہ سلامتی کے اسباب پیدا کر سکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت موسیٰ کے دل میں یہ خیال جاگزین تھا کہ وہ کسی آیندہ وقت میں فوج ہم پہونچا کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے مُنہ کی بات کو پورا کرینگے۔ یا موقعہ پاکر خفیہ اُس کا کام تمام کر دینگے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخرکار وقوع میں آئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا یا حضرت موسیٰ کی کوئی قوت اُس کے ہلاک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ ایسی کوئی بات واقع نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معرض اشتباہ میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اُسوقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوق العادت قوت اور تحدی سے یہ دعویٰ کر رہے تھے یہ سمجھتے تھے اور اسپر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بھاگیں گے اور فرعون تعاقب کریگا۔ آخر دریا سے وہ بچکر پار اُتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ ایسا خیال بھی محض بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعویٰ کس طاقت اور قوت کے چشمہ سے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس قادر قاہر علیم خبیر ہستی کے مُنہ کی باتیں ہیں جسے آنے والے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔

غرض تر اڈوب جانا اور بچ جانا کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پُرزور الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔ اسیطرح ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دیگر تمام فتوحات ہیں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور درحقیقت یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا بھی ہمارے نبی کریم اور آپکے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں عرفی لڑائیاں ہیں۔ دونوں طرف سے اُسیطرح جنگی جوان ایک دوسرے کے مقابل نکلے جسطرح

خاد تاً نکلا کرتے ہیں۔ آخر ایک فریق کامیاب ہوا دوسرا ناکام رہا۔ یہی کامیابیاں ہیں جنھیں خداتعالیٰ کی زندہ کتاب میں عظیم الشان آیات کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اللہ اور حزب الشیطان یا اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں امر فارق کہا گیا ہے۔ خداتعالیٰ کی نصرت۔ ولایت کفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی نتیجوں پر بولے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ظفر اور نصرت کس لحاظ سے معجزہ یا آیت یا علامۃ النبوۃ ہے کیا اُس معمولی نتیجگی حیثیت سے جو انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے نتائج سے یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ قبل از وقت دعوے اور پیشگوئی کے لحاظ سے اُسے خدا نے قادر قاہر کے مُنہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کی فتح ہے جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خداتعالیٰ کی طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق عظیم درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے۔ اگر مسلمان کہلانے والوں میں خدا شناسی اور خداترسی کا کوئی کرشمہ باقی رہ گیا ہے تو اس قضیہ کے مقدمات اور لوازم اور قبل از وقت اسکی نسبت پیشگوئیوں میں کسی طرح یکجائی طور پر غور اور تدبر کریں جسطرح خداتعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات نصرت وظفر میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے۔

کیا خداتعالیٰ کا مسیح حضرت موسیٰ اور اپنے مقتدا و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح محض بے سامان اور ناتوان نہ تھا۔ اور کیا بالمقابل طاقتوں اور نخوتوں اور شرارتوں اور ہر طرح کے سامانوں کے مجموعہ نہیں تھے۔ کیا خداتعالیٰ کے بودہ کی بیخکنی کے لیے متفق اور منفرد زور نہیں لگائے گئے۔ امرتسری اہل حدیث یا اہل حدیث اور دوسرے ان کے امثال اور اخوان خداتعالیٰ کے لیے دلمیں سوچیں اگر انکے پہلو میں کوئی حق کی گد گدی محسوس کرنے والا دل ابھی تک رہ گیا ہے کہ ان کی اُنگلیں کیا کیا تھیں۔ ان کا تربتیں اور انتظار اُفق کیطرف کس نظارہ کے دیکھنے کے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔ وہ ان کو امیدوں کے [illegible]

آج ان کی مراد کے خلاف ظاہر ہوئے ہیں کیا کیا اُمیدیں بغلوں میں دبا کر صدلت خانہ سے باہر نکلے تھے۔ اور وہ بار بار غور سے دیکھیں ان کہانتوں اور افتراء کی پیشگوئیوں کو جنھیں وہ بڑی جسارت اور جرأت سے اپنے اخبار میں درج کرتے رہے۔ وہ رقائق ملکی اور بہبود گم زمانہ کی معرفت کے مدعی اخبار و مدری اخبار یا نگا اخبار یا پیسہ اخبار اور اُسکے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے جنھوں نے رحمانی واقعات کو بڑے فخر اور ناز سے شائع کیا اور ان چشم زخموں کو جن کا پہنچنا ابتلا میں خداتعالیٰ کی مستمرہ سنت کے مطابق اہل اللہ کو ضروری ہوتا ہے کامل وثوق اور یقین سے ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا اور دعوے کیا کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ مساجد نشین مولوی وہ گدی نشین فقرا۔ وہ علم کی جماعت کہلانے والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خداتعالیٰ کے لیے غور کریں کہ وہ اپنے وعظوں میں کیا کہتے تھے وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس نتیجہ کا انتظار کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو کس چیز کی توقع دلاتے تھے۔ افسوس ان نامرادوں اور ہرزہ دراؤں کی باتیں زبانی باتیں اور باد ہوا باتیں ہوتی مگر کاش ان کے دعوے لکھے ہوئے اور لکھکر شائع کیے ہوئے ہوتے جو آج اُن کے سیاہ چہروں اور مجذومانہ تیوروں کو آئینہ بنکر انھیں دکھاتے۔ مگر ان خدا سے مہجور و دور بزدلوں کو یہ قدرت اور توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے مُنہ کی کسی یاوہ گوئی کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات تھی جو راہ میں آپڑی۔ غرض وہ سب لوگ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو خداتعالیٰ کے مسیح موعود کے استیصال کے درپے اور چشم براہ تھے سوچیں اور پھر بتائیں کہ آج ان کی دعاؤں۔ اُن کی تدبیروں۔ اُن کی متفقہ کوششوں اور اُن کے ہر قسم کے مکائد و حیل کے مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک مرد خدا نے خداتعالیٰ کی زبان سے تھیں برسوں پہلے اسی طرح پکار کر نہیں کہا تھا فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ (براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کئی رنگ میں یہ دعوٰی درج ہے) جسطرح خداتعالیٰ کی زبان سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ پھر کیا اس تحدی کے بعد ترچپ رہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے (کاش تمھارے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوتے اور تم

خدا سے جنگ کرنیوالے نہ ٹھیرائے جاتے) یا کیا تم نے سارے زور نہیں لگائے اور اپنی کمانوں کے سارے تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تم نے اسلئے اور اس اُمید سے کی تھیں کہ انجام کار نامرادی کا بد نما داغ تمھاری لمبی ناکوں پر لگے اور ذلیل و بہانہ کی چھینٹیں تمھارے جبہ و دستار پر پڑیں اور کیا یہ کارروائیاں تم نے خدا سے قوت پاکر اور اُسکی نصرت کے بھروسہ پر کی تھیں یا اپنے جذبات اور نفسانیت کے جوشوں کے تند و تیز دھکے کے نیچے آکر کی تھیں۔ پھر تمھاری اُمیدیں اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور تمھارا حریف مقابل اُن دعووں کے مطابق جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخر کار کیوں غالب ہوا۔

نادانوں نے اُس بکری کیطرح اپنے کُھر سے چھری کھود کر قاہر ذابح کے ہاتھ دی جبکہ مرد خدا کے استیصال کے لیے کمریں باندھیں۔ اور خود اپنی کارروائیوں سے اُسکے سلسلہ کو خدا کیطرف سے ثابت کرنے والے ٹھر گئے اور اپنے پاؤں سے چلکر اُس خندق میں گرے اور کٹ کر گرے جس میں اُن کے پہلے باپ دادا احزاب کی لڑائی میں گر کر تھے۔ لڑائی ہنوز جاری تھی۔ اور دعوی کرنے والے کی پر تحدی پیشگوئیاں نقارہ بجا رہی تھیں گو ایک دانشمند کے لیے کافی موقعہ تھا کہ وہ کم از کم انجام تک زبان وقلم کو تھامے رکھتا مگر ناعاقبت اندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنت اللہ کے مطابق حزب اللہ کا خاصہ اور اُن کا ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور بہائم کی طرح اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کتاب اللہ نے انھیں تعلیم دی تھی کہ العاقبۃ للمتقین یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اسوقت پاک خوشی اور خداتعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقدمات کے جیتنے پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں مگر اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے منن اور احسانات کے بوجھ کے نیچے ہماری گردنیں لپی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں آج خداتعالیٰ کے منہ کی باتوں کے پورا ہونے پر۔ اس فتح اور نصرت کی راہ سے خداتعالیٰ کے وجود کے نئی شان سے ثابت ہو جانے پر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوۃ کے نئے سرے قائم اور ثابت ہو جانے پر۔ اس لیے آج اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ سے ایک ہی راہ ہے جس سے

خداتعالیٰ کے زندہ اور قادر اور متکلم وجود کا نشان ملتا ہے وہ سچی پیشگوئیوں کا وجود اور ایمان کا پیدا ہونا۔

اسوقت موزوں موقعہ تھا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو ان مقدمات کے متعلق ہو چکی تھیں ایک جگہ جمع کر کے دکھائی جائیں مگر اس بھاری کام کا بیڑہ میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب نے اُٹھایا ہے۔ وہ عنقریب بڑا مبسوط آرٹیکل اسپر لکھیں گے جو مجھے یقین ہے کہ حق و باطل میں امر فارق اور خارق عادت ہوگا۔ میں قصداً اس سے پہلو تہی کیا ہے اسلیے کہ تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخصاحب کو خداتعالیٰ نے مضامین نویسی کے کام کے قابل اور اہل بنایا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر قادیان میں میرے ہاتھ سے کوئی پرچہ نکلا کرتا اور پھر اُسکے بعد الحکم اسطرح شیخ یعقوب علی صاحب کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخصاحب نے تھوڑی مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خداتعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور قوم کو توفیق اور سمجھ دے کہ ایسے بے نظیر آدمی کی قدر کریں۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے الاناء یترشح بما فیہ۔ یہ بات کہ ساتھ ہی مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے موقعہ آگیا بے اختیار نکل گئی۔

غرض آج خداتعالیٰ نے ہماری ساری کوفتوں اور غموں کو اپنے فضل سے دور کیا اور ہمیں اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا وارث بنایا۔ اگر پہلی عدالت میں کامیابی ہو جاتی تو یہ فوائد اور معارف حاصل نہ ہوتے جو آج حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بات ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد دنیا دیکھے گی کہ خداتعالیٰ نے کیا کیا اور کیا دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے۔ خداتعالیٰ ہماری جماعت کو اس فتح سے لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آیات سے بے پروا ہی گذر جائیں۔

خاکسار عبدالکریم

درخواست دعا۔ بخدمت برادران احمدی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سردار محمد ایوب صاحب رسالدار احمدی میانمیر سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا بعارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کریں [illegible]

متفرق مضامین

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم

۱ - الحکم کی توسیع اشاعت کے متعلق اور صفائی بقایا کے لئے جو تجویز گذشتہ سال کی گئی تھی اشاعت میں چھپی تھی یعنی ارادہ کیا تھا کہ کوئی سفری ایجنٹ اسی کام کے لئے روانہ کیا جاوے اسکے متعلق منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ پولیس جو الحکم کے عاشق زار ہیں ایک مسودہ مضمون بھیجتے ہیں جس کا خلاصہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج ہوگا منشی عالم شیر ۳ جدید خریدار جو پیشگی قیمت دے سکتے ہیں اور پیشگی قیمت بذریعہ وی پی وصول ہوگی بھیجتے ہیں میں انکی اس قدر افزائی پر انکا شکر گذار ہوں منشی عالم شیر صاحب کوئی بہت رسوخ آدمی نہیں لیکن اسپر بھی باوجود مشکلات کے ہمیشہ الحکم کے سچے خیر خواہ اور معاون ثابت ہوئے ہیں اگر ۵۰۰ آدمی بھی ایسے نکل آویں تو آج الحکم تین ہزار چھپے۔

۲ - ناظرین الحکم عالیجناب میر مردان علی صاحب حیدر آبادی کے نام نامی سے ناواقف نہیں وہ الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں اور بیشتر سال دو چندہ پر الحکم خریدتے ہیں - سال گذشتہ میں انہوں نے ۶۰ کے علاوہ ۲۰ ڈونیشن بھی دیا تھا - امسال میری اس تحریر پر کہ بعض خریداروں کے وی پی واپس آئے سخت افسوس ظاہر کرتے ہوئے الحکم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک جدید خریدار بھیجتے ہیں اور فروری میں للعہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزا -

۳ - منشی امام الدین صاحب بنہ گراؤں سے ایک جدید خریدار کی پیشگی قیمت بھیجتے ہیں -

۴ - احمدی مسافر لاہور سے ایک جدید خریدار اپنی جیب سے دیتے ہیں -

۵ - جنوری کے اول ہفتہ میں پانچ جدید خریدار اپنی درخواست پر الحکم جاری کرتے ہیں -

رسید ذکر - افسوس ہے کہ میں اس اشاعت میں بھی رسید زر نہیں شائع کر سکا وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے ظہور پر جو مضمون حضرت مخدوم الملۃ نے لکھا ہے اسکا اندراج ضروری تھا - ہمارے بعض دوسرے مضامین بھی ملتوی ہو گئے۔

مقدمات کا انجام الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ...

احمدی قوم کو مبارکباد دے چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا جری اپنے مولیٰ کریم کے وعدوں کے موافق عزت و احترام سے بری ہوا۔

۱ - اس پر ایک جلیل الشان مضمون آج کے الحکم میں درج ہے اور سلسلہ مضامین کا سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز آپ پڑھیں گے - جن میں خود مقدمہ کے متعلق اور اس نشان کے عظیم الشان زندہ معجزہ ہونے کے متعلق خدا تعالیٰ کی مدد سے عجیب عجیب پہلوؤں پر بحث ہوگی اور دو سال کارروائی پر پورا ہوگا۔

۲ - عالیجناب سشن جج صاحب کا فیصلہ اور جناب خواجہ صاحب کی تقریر بہ جلد شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

مبارکبادی کے خطوط اور تاریں - کثرت کے ساتھ مبارکبادی کے خطوط اور تاریں اعلیٰ حضرت اور دیگر بزرگان ملت کے نام آرہے ہیں - منشی محمد یوسف صاحب مردان سے لکھتے ہیں -

نشان ایں باشد و دیگر ہزاراں
مبارک باشد و باشد مبارک
مبارکباد بر احباب ملت
بحضرت مہدی ما صد مبارک

نصرۃ الحق - اسنام کی ایک فارسی کتاب جو مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے لکھی ہے آج کے الحکم کے ساتھ شائع ہوتی ہے اس کتاب کے چار صفحے ہر دوسرے نمبر میں شائع ہوا کریں گے ناظرین اسکو احتیاط سے جمع رکھیں - یہ کتاب صرف ناظرین الحکم کو ہی سردست مل سکے گی -

مقدمات کے انجام پر ہمارے تبصرے - جو الحکم کی اسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوگا ایک قابل دید مضمون ہوگا اگر کسی احمدی کی نظر سے کوئی مضمون کسی اخبار میں گذرے اسکی ایک کاپی مجھے ضرور بھیجدیں -

انک لعلےٰ خلق عظیم | اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلق عظیم کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ لالہ شرمپت رائے جو قادیان آریہ سماج کے ایک سر برآوردہ رکن اور حضرت حجۃ اللہ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ ہیں بیمار ہو گئے اعلیٰ حضرت باوصفیکہ آپکی طبیعت علیل تھی ۱۰ - جنوری کو انکی عیادت کو تشریف لے گئے - مفصل پھر -

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامۃ)

{ مندرجہ ذیل سوالات ایک دہریہ نے بذریعہ خط کے بھیجے تھے جنکا جواب اصولی طور پر حکیم الامۃ نے دیا ہے (ایڈیٹر) }

سوالات

۱ - انسان کا طرز زندگی دو باتوں پر منحصر ہے -
(۲) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک و قوم کا اثر -
یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

۲ - انسان محدود ہے - پھر غیر محدود زمانہ اسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

۳ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی - خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہجاتا ہے -

۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا - اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی

۵ - انسانوں کے سے صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئے جاتے ہیں - یہ ایک گستاخی ہے -

۶ - بچے کیوں مرجاتے ہیں - یہ دانائی کی بات نہیں کہ بچے مارے جائیں -

جوابات

سوال نمبر (۱) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک اور قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

جواب (۱) آباؤ اجداد کا اثر اگر ایسا ہے کہ اس اثر کے بالمقابل کوئی دبانیوالی طاقت اس انسان کو نہیں دی گئی تو وہ انسان پاگل ہے اور شرعاً اسکو کوئی سزا نہیں لگ سکتی کیونکہ شریعت طاقت اور وسعت سے باہر کی باتوں پر حکومت نہیں کرتی - (ب) اسیطرح ملک اور قوم کے آثار بھی اگر اس درجہ تک کسی انسان میں اثر کر گئے ہیں کہ اوس تاثیر کے بالمقابل دبانیوالی طاقت کام نہیں کر سکتی تو وہ انسان بھی مجنوں ہے اور مجنوں کسی انعام یا سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ وہ شریعت کا پابند ہے کیونکہ یہ معاملہ اوس کی طاقت و وسعت سے باہر ہے اور شریعت طاقتوں پر حکمرانی کرتی ہے - اوس کی تفصیل یہ ہے کہ چوروں کا ایک جتھہ ملکر کسی شخص کے گھر میں نقب لگاتا اور اسکا مال و اسباب نکالکر ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو اس جتھہ کا ہے اور اگر وہ شخص جسکے سپرد مال کیا گیا ہے اوس میں سے ذرا بھی نقصان کرے تو فوراً اسکو چور لوگ اپنے جتھہ سے نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کمینہ اور چور ہے اسیطرح ٹھگ بھی چند آدمی ملکر ٹھگی کرتے اور مال دنیں سے ایک ہی آدمی کے قبضہ میں آتا ہے لاکن اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں مال آیا ہے کچھ مال اوس میں سے دھوکہ سے لے لے - تو اوسکو اپنی شراکت سے الگ کر دیتے ہیں اسیطرح کنجر لوگ اپنی بہو سے زنا نہیں کرا سکتے کہ غیر کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیے پر جو شخص اون کے گھر میں اونکی اپنی لڑکی سے بدکاری کرنے کے واسطے آتا ہے وہ عورت اوس کی کیا لگتی ہے اسیطرح ہر ایک بدکار کے اندر ایک طاقت موجود ہے جو اوس کو بدکاری سے ملزم کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے پس ہر بدکار اپنے اندر بدی کے دبانے کی طاقت رکھتا ہے ہمارے سورث اعلیٰ لوگ بھی قوی کے مرکب تھے جو ایک دوسرے کے مقابل حد بندی قایم کر سکیں پس جب انسان اوس بدی کے دبانیوالی طاقت کو کام نہیں لیتا جو اوسکو ملی ہے یا اوس میں ہے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بدی کے مقابل دبانیوالی طاقت سے کام لیتا ہے تو انعام کا مستحق ہوتا ہے -

سوال نمبر ۲ - انسان محدود ہے پھر غیر محدود زمانہ اوسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

جواب - انسان زمانہ ماضی کی طرف تو ضرور محدود ہے مگر زمانہ مستقبل کیطرف محدود ہے یا نہیں یہ ایک مسئلہ ہے جو بحث طلب ہے ہم اسکو مستقبل کیطرف محدود نہیں مانتے اسلئے ہم اسکے لئے غیر محدود زمانہ تجویز کرتے ہیں -

سوال نمبر ۳ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہجاتا ہے -

جواب - یہ سوال تعجب انگیز ہے اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بھی زندگی دیجاوے گی اور بعض صورتوں میں حیوانات کو بھی - وحشی انسان اور بندر میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے ایک قابل ترقی اور اس لایق ہے کہ فائدہ جدیدہ حاصل کرے اور اس جدید فائدہ کی تعلیم اپنے بنی نوع کو کر سکے اور بندر میں یہ طاقت و قوت نہیں کہ جدید باتیں بنی نوع کو سکھاوے -

سوال نمبر ۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا اگر سبکی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی -

جواب - ہر ایک انسان قیامت کے دن اپنی اوس شکل میں اٹھایا جائیگا جیسی کہ وہ مرتے وقت تھا

سوال نمبر ۵ - انسانوں کی سی صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کی جاتی ہیں یہ ایک گستاخی ہے -

جواب - بے ریب گستاخی ہے اور کوئی انسانی صفت خدا کیطرف ہرگز منسوب نہیں ہوتی اور ایسا کرنا گستاخی ہے اسلام میں کوئی صفت انسانی خدا کو نہیں لگتی -

راهبوث فرمود اول کتاب براهین احمدیه بجواب دیانند سرستی و اندرمن وغیره تحریر نموده بس هژده صد و هشتاد و دو میسوی شائع فرمودند و اسکات و الزام خصم نمودند بعد ازان متواتر کتب و رسائل و اعلانات بزبان عربی و فارسی و اردو و انگریزی و معجزات و خوارق و نشانات آسمانی برائے مقابله ادیان باطله از دست حضرت امام الزمان مسیح موعود و مهدی مسعود در گلشن اوتار علیه الصلوٰة والسلام بظهور رسیدند - چنانچه یکے از براهمه هنود مسمی لیکهرام پشاوری چون در حضرت مسیح موعود علیه السلام جوش حمایت اسلام دید - از حضرت اقدس علانیةً درخواست ظهور معجزه و کرامت کرد و معترض شده گفت که اسلام نشانے از معجزه و کرامت ندارد اگر دارد نشانی گو - حضرت امام الزمان را در حق او از درگاه ازدی - اعلام رسیده که بذریعه وجود این شخص برائے صداقت اسلام نشانے ظهور خواهد یافت لهذا لیکهرام را قبل از وقت موت چند سال پیشتر بذریعهٔ اعلان حضرت اقدس امام الزمان علیه السلام از وقت موت و روز و ذریعه موت او اطلاع فرمودند و مابین فریقین ظهور این نشان زنده گواه معجزات و صداقت اسلام مقرر شده بود چنانچه حضرت امام الزمان علیه السلام در اعلان و پیشگوئی خود لیکهرام را باین کلام معجز نظام خطاب فرمودند ؎ الا اے جاہل بے ترس ناداں + بترس از تیغ بران محمد + کرامت گرچه بے نام و نشان است + بیا بنگر ز غلمان محمد - چنانچه بموجب پیشگوئی حضرت امام علیه السلام لیکهرام بروز و وقت معین بموت خود زنده گواه صداقت اسلام بعالمیان نمودار گرد - و همچنان اتمام پیشگوئی عبدالله آتهم و پیشگوئی احمد بیگ وغیره و پیشگوئیهائے متعلق اولاد و متعلقین و احباب و مقدمات خود امام الزمان گواه صداقت و معجزات اسلام بر دست حضرت امام الزمان علیه السلام بظهور رسیدند -

و قوم نصاری که از وهم حیات مسیح خیلے غلو داشتند و محمد علیه الصلوٰة والسلام را مرده مدفون بزمین یثرب و مسیح علیه السلام را زنده بر آسمان چهارم مے پنداشتند و بنائے مذهب ایشان بر وهم حیات مسیح علیه السلام بود خدا تعالیٰ به بعثت حضرت امام الزمان حقیقت و کیفیت پیشگوئی نزول مسیح را آشکارا کرد - و حضرت حضرت خاتم النبیین محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم را قایم و حمایت اسلام نمود و موت مسیح را از قرآن و احادیث و عقل و مشاهده و نشانات آسمانی ثابت کرده کسر مذهب صلیبی نمود و لگام بدهان نصاری کرد و قتل خنازیر آریه وغیره به براهین باهره اسلام نمود - اگر کسے از مسلمانان بر حیات مسیح آویزد خیلے کج فهمی اوست که تائید مذهب نصاری می کند - نزد محققان اسلام مسئله حیات مسیح موسن به نبود و اکثر بزرگان دین به پیشگوئی نزول مسیح ابن مریم مثل دیگر پیشگوئیها تا وقت ظهور آن مجمل ایمان داشتند و کیفیت و ماهیت و حقیقت ظهور آن حواله بخدا کردند چنانکه پیشگوئیها در باب دوزخ و بهشت و حور و قصور و انهار و دیدار و رضوان و غلمان در قرآن کریم مذکور است هر کسے را بر آنها مجمل ایمان آوردن لازم است اما کیفیت ظهور آنها کسے را معلوم نیست که چگونه خواهد شد زیرا که ماهیت و کیفیت ظهور پیش گوئیها در علم ایزدی است و آن به نسبت انسان در بطون غیب و کتم عدم است در باب بهشت و نعمائے آن بقرآن کریم پیش گوئیها آمده است اما در حق کیفیت ظهور آنها از ترجمان لسان الغیب چنین وارد است أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ - ترجمه - تیار کرده شده است برائے بندگان نیکوکار چیزهائے که آنها را نه چشمے دید و نه گوشے شنید -

همچنان تا وقتیکه پیش گوئی نزول مسیح موعود در بطون غیب و کتم عدم بود کسے را کیفیت ظهور آن معلوم نبود - هرگاه پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم هم در کیفیت ظهور پیش گوئیها چیزے نه فرمودند الا ما شاء الله لیکن علم یک گونه رسید -

ﻟﮧ بیک بعض از شده کتاب حقیقة بر حاشیه خلیفهٔ او وگرامات ... اسلام تحریر نموده شائع کرد -

ﻟﮧ کان محمد صلعم جامع للانبیاء و مبعوث الی جمیع الامم العالم کذا فی مواهب لدنیه جزو ۶ کذالک - فلذا خاطب الله تعالیٰ لحضرة امام الزمان فی براهین بالقاب الانبیاء ابراهیم و نوح و موسیٰ و محمد و عیسیٰ و یوسف علیهم الصلوٰة ...

نصرة الحق

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

الله تبارک و تعالیٰ از قدیم سنت خود چنین مقرر کرده که هرگاه از دست متبعان اهوائے نفسانیه و پیروان خطوات شیطانیه در عمارت اسلام رخنهٔ بدید آید و در شکل اصل او خلل و تغیرے واقع شود برائے مرمت و تجدید و اصلاح آن مجددے و مصلحے مبعوث مے فرماید - از تفکر و امعان و غور نظر بلحاظ جسمانیت و روحانیت انسان از سر رشته قانون انتظام ایزدی معلوم میشود که چنانکه خداوند تعالیٰ برائے تنسیق امور ظاهره و انتظام دنیا سلاطین و ملوک و اقطاب دول و مدبران امور سیاسیه پیدا می کند همچنان برائے حراست ناموس ایزدی و حفظ روحانیت اسلام و کلام خود نواب الانبیاء و مهدیان ارسال مے فرماید - چنانچه کلام الٰهی إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ + و حدیث نبوی إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا شاهد همین مدعا است = کذا فی ابوداود - از تقریر مزبوره هویدا گردید که هر شرے و فسادے خواه روحانی باشد یا جسمانی چون در عالم پیدا شود خدا تعالیٰ بمقابل آن اسباب اصلاح احداث نموده ازاله آن مے فرماید وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ و این سنت ایزدی تا انقراض زمان بر همین منوال جاری خواهد ماند - درین زمان که پر از شرور و اشرار و فسق و فجور و فساد و طغیان است و بالخصوص در دیار هند تلاطم سیلاب مذاهب باطله و دهریت و فلسفیت مموهه و مزخرفه مغرب خیلے در تموج است و ساده لوحان را مثل خس همراه خود روان ساخته می برد و بر عمارت مقدسه دین اسلام و بر قرآن کریم انواع اعتراضات قوس و آریه و دهریه و برهمو وغیره مثل باران مے بارند و هنود که مذهب ایشان خام ترین مذاهب عالم است بمقابلهٔ اسلام استاده شدند و چه شورشها است که نه کردند و نمے کنند و اهل اسلام این زمانه از ترک اسوهٔ نبویه معرض پیشگوئی آنحضرت صلے الله علیه وسلم لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ + گشته و مصداق خبر خوفناک و پر درد و اندوه ...

ﻟﮧ یعنی قرآن کریم را ما خود فرو فرستادیم و ما خود نگاهبان آن خواهیم بود (بفرستادن مصلحان اسلام) ﻟﮧ یعنی هر آئینه خدا تعالیٰ خواهد فرستاد در سر هر صد سال کسے را که تجدید سازد مذهب و تغیر دین آن خواهد کرد - ﻟﮧ و اگر خدا تعالیٰ با حداث مصلحان و مدبران مدافعت و ازاله فساد و شر نکند هر آئینه خراب گردد زمین و لیکن خداوند تعالیٰ بر اهل عالم صاحب فضل و احسان است (که اگر در عالم فسادے روئداد زود جهت اصلاح آن انتظام مے فرماید و اهل دنیا را خراب نمے ماند) ﻟﮧ هر آئینه شما پیروی خواهید کرد روشهائے کسانیکه پیش از شما بوده اند روبرو بالشت به بالشت و دست بدست اگر آنهائے پیشینیان در سوراخ سوسمار داخل شده باشند البته شما هم در آن داخل خواهید شد -

خطبہ عید الفطر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ جدہیں حاضر ہوئے تھے۔ اور جنکا اقتدا کرنا چاہئے تھا۔ کہتا ہے جب اونہوں نے میرے روبرو ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا (اور لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے نہ گیا) اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ متخلفین میں سے ان تین آدمی کے کوئی کلام نکرے۔ کہتا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کرگئے یا کہا کہ لوگ ہم سے متغیر ہوگئے تاکہ وہ زمین بھی مجھے اوپری معلوم دینے لگی گویا وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پس ہم پچاس رات اسی حال میں مبتلا رہے۔ اون دونوں میرے یاروں نے عاجز ہوکر اپنے گھروں میں بیٹھکر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تھا۔ بازاروں میں پھرتا تھا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تھا مگر مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا تھا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کو آکر سلام کہتا اور دیکھتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پھر میں رسول اللہ صلعم کے قریب کھڑا ہوکر نماز پڑھتا اور آنکھ چرا کر آپ کی طرف دیکھتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے جب مسلمانوں کی لڑائی مجھ پر بہت ہوگئی تو ایک دن میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھاندکر جو میرا چچا زاد بھائی تھا اور میری اوس سے بہت محبت تھی باغ میں گیا میں نے اوس کو اسلام علیکم کہا مگر اوس نے سلام کا جواب نہ دیا میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلعم سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہا۔ اور مجھے کچھ جواب نہ دیا میں نے پھر اوسکو قسم دیکر کہا وہ خاموش ہی رہا میں نے پھر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا تو اوس نے اسقدر کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم خوب جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے آنسو جاری ہوگئے اور اسی طرح سے دیوار پر سے ہوکر وہاں سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک آدمی شام کے لوگوں میں سے جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے کو آئے تھے۔ کہتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتلادے لوگوں نے میری طرف اشارہ کردیا اوس نے مجھے غسان کے حاکم کا خط دیا اور چونکہ میں لکھا پڑھا تھا میں نے وہ خط پڑھا اوس میں لکھا تھا۔ اما بعد ہم کو خبر پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے تجھ پر ظلم کیا اور خدا تعالے نے تجھے ذلیل وضائع نہیں کیا تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری پرورش کریں گے خط پڑھکر میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ بھی ایک بلا آئی (کہ کفار کو ہماری طرف طمع ہوگئی) میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا جب اس حال کو چالیس روز ہوگئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا اور مجھے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تجھے فرمایا ہے کہ تو اپنی عورت سے علیحدہ ہوجا میں نے کہا کہ آپ نے طلاق دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اوس نے کہا طلاق کو نہیں فرمایا مجامعت سے منع فرمایا ہے اور دوسرے دونوں میرے یاروں کو بھی یہی کہلا بھیجا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالے کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔ اور ہلال بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بوڑھا ناکارہ ہے اوسکا خادم کوئی نہیں کیا آپ اوس کی خدمت کرنے سے مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجھ سے مقاربت نہ کرے اوس نے عرض کی کہ خدا تعالے کی قسم ہے وہ اس کام کی لایق بھی نہیں واللہ وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے آج تک دن رات روتا ہی رہتا ہے مجھے لوگوں نے مجھے کہا کہ تو بھی اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب کر جیسے ہلال کی عورت نے آپ سے اسکی خدمت کرنیکا اذن لیا ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں (یعنی عورت کے پاس ہوتے مجھے صبر کرنا مشکل ہے) تاکہ دس رات اور گذر گئیں اور ہمارے اعمال کو پچاس رات ہوگئی پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر پڑھکر اسی حالت میں بیٹھا تھا۔ جیسے خدا تعالے نے قرآن میں ہماری خبر دی ہے اور میرا دم بسبب غم کے بند ہو رہا تھا۔ اور زمین باوجود کشایش کے مجھ پر تنگ ہو رہی تھی کہ مجھے ایک آدمی کی آواز سنی کہ پہاڑ سلع پر بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو میں سنتا ہی سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ خدا تعالے کیطرف سے کشایش آئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر کردی لوگ ہمکو بشارت دینے ...... شروع ہوگئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس بھی بشارت دینے والے پہونچے اور ایک گھوڑا دوڑا کر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی اسلم میں سے پہاڑ پر چڑھکر آواز کی آواز گھوڑے کی سوار سے پہلے پہونچی جب وہ شخص جس کی میں نے آواز سنی تھی۔ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے دونو کپڑے اوتار کر بشارت کے عوض میں اوسکو پہنا دئے۔ مجھے اللہ تعالے کی قسم ہے کہ اوس روز میرے پاس وہی کپڑے تھے جو دیدئے اور میں نے دو کپڑے عاریتاً لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرکے چلا راستہ میں لوگ مجھے ملتے تھے۔ اور توبہ کی قبولیت کی تہنیت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالے نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ میں مسجد میں پہونچا وہاں لوگ رسول اللہ صلعم کے گرد مجتمع تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھکر کھڑا ہوگیا اور دوڑکر مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور تہنیت دی واللہ مہاجرین میں سے اوس کے سوا دوسرا میری خاطر کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کے اس کام کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا کعب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا اوسوقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکتا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو۔ ایسے دن کی جب سے تو ماں سے پیدا ہے اوس دن سے بہتر کوئی دن تجھ پر نہیں آیا۔ میں نے گذارش کی کہ بشارت آپکی طرف سے ہے یا اللہ تعالے کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہوجایا کرتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کی حالت کو جانتے تھے میں نے آپکے سامنے بیٹھکر گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کردوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ کچھ مال اپنے لئے رکھ لے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیبر کی غنیمت میں سے جو مجھے حصہ ملا تھا وہ میں اپنے لئے رکھتا ہوں میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالے نے میرے صدق کے سبب مجھے نجات دی ہے یہ بھی میری توبہ میں سے ہے کہ آیندہ کو میں اپنی زندگی میں سچ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجھے خدا تعالے کی قسم ہے۔ کہ جسدن سے میں نے یہ بات رسول اللہ صلعم سے عرض کی ہے اوسدن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالے نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدق کے باعث مجھ پر انعام کیا ہے اور اوس دن سے آجتک کبھی جھوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالے آیندہ کو بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

اب دیکھو کہ فرمانبرداری اسکا نام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے بیوی کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اوس کے پاس نہ جاوے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امداد کا وعدہ ملتا ہے مگر سر مو فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ فرمانبرداری میں اپنے آپ کو دیکھے وقت یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرنی چاہئے۔ کہ کہیں سابقہ بدیاں اور غلطیاں ٹھوکر کا موجب نہوں یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قایم مقام کسی کو بناتا ہے اور پھر مشکلات آتی ہے مگر خدا ہٹا دیتا ہے ان لوگوں میں التعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ دونو کمالات ہوتے ہیں خدا کے کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لا شئے ہونا اون کو جتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلے درجہ [illegible] پارسا ہوتے مگر اسی قسم کے لوگ گمراہ ثابت ہوکر خدا سے دور چلے جاتے ہیں اسلئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں اون سے تجد ہوجاتا ہے اون غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف کے اول تواریخی واقعہ میں کیا ہے۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین اس سے ظاہر ہے کہ اول ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے طاعون کے گذشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا۔ اس میں بھی شرط لگی ہوئی تھی۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا بالاستکبار۔ کبر۔ تزکیہ نفس کی ضد ہے اور دونوں چیزیں ایک جا جمع نہیں ہوسکتیں۔

دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سد راہ ہوتی ہے وہ اوس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکھ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دکھ مجھ سے دور ہوجاوے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

[illegible] پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔